بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ + عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
ذوالحجہ ۴۴۹
جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۱۸ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ | ۱۷ وفا ۱۳۶۳ ہش | ۱۷ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۶۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## اخبار احمدیہ

ربوہ: ۱۷ وفا/جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

# اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کے تحت بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے

## اس لئے بدزبانیاں سن کر اضطراب اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو

## مخالفوں پر حجت پوری کرنے کا کام اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے

میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاریاں ہو رہی ہیں

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور نا ملائم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو وہ اپنی سنّت قدیم کے موافق اتمامِ حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر اس کے فضل اور عطایات بے شمار ہوں۔ اور جنہیں وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا کہ انہیں عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جن کے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم ولا تستعجل لھم۔ اور فرماتا ہے۔ ولا تکن کصاحب الحوت اور فان استطعت ان تبتغی نفقًا فی الارض۔ الآیۃ۔ یہ حجت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ لیکن آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اس طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں۔ افترا پردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلے کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انہیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہوں کہ جنگ و جدال کے مجمعوں۔ تحریکوں اور تقریروں سے کنارہ کشی کرو۔ اس لئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادتِ الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ۔ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا (باقی صفحہ ۸ پر)

۵۔ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ زوجہ مرزا عبدالوحید بیگ صاحب کراچی کے بھائی مرزا منیر احمد صاحب ولد مکرم مرزا فتح محمد صاحب مرحوم پر فالج کا حملہ ہوا ہے جس سے دایاں پہلو اور زبان متاثر ہے۔ ان کے سات چھوٹے بچے ہیں جو ان کی بیماری کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ احباب جماعت مرزا منیر احمد صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔ (سید احمد علی نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

## حقیقی جماعت

حضرت اقدس بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ ۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپؐ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپؐ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۶)

## جامعہ احمدیہ میں داخلہ

کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء ہے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ

۔۔ ۱۸ر شوال ۱۴۰۴ھ
۔۔ ۱۷ر وفا ۱۳۶۳ ہش

# معرفتِ کاملہ اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر

اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن مجید میں اپنی رحمت و رافت کا بار بار ذکر کیا ہے وہاں ساتھ ہی اپنے شدید العقاب ہونے کا بھی بڑی تکرار سے ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی کامل معرفت کے بغیر نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ نہ نیکیوں میں مسابقت کی روح اس کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر انسان کو اس امر کی کامل معرفت حاصل ہو کہ خدا تعالیٰ شدید العقاب ہے اور یہ کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ گناہوں کے قریب بھی پھٹک سکے۔ اسی طرح اگر انسان کو اس امر کا یقین کامل حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور بے انتہا فضل و کرم کرنے والا ہے تو وہ لازماً اس کی طرف دوڑے گا اور اس کی جناب میں جھکے گا اور اس کے ساتھ محبت ذاتی کا تعلق قائم کرے گا۔

جب بھی کسی قوم میں گناہوں کی کثرت ہو تو وہ اس امر کی علامت ہوتی ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت سے عاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر عدم یقین یا اس کی وراء الوراء ذات اور غیر محدود صفات کی معرفت کے فقدان کا ہی یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ سرتاپا گناہوں میں ملوث اور معاشرتی برائیوں میں پھنسے ہوئے گم کردہ راہ لوگ مامورین الٰہی کی نہ صرف مخالفت کرتے رہے۔ بلکہ دریدہ دہنی سے کام لے کر اُن کا مذاق اڑا اڑا کر اہانت کے مرتکب ہوتے رہے اور ان کے اور ان کے متبعین کے خلاف ظلم ڈھاتے اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے رہے۔ اگر انہیں اس امر کی حقیقی معرفت حاصل ہوتی کہ خدا تعالیٰ جہاں غفور و رحیم ہے۔ وہاں وہ شدید العقاب بھی ہے تو وہ نہ گناہوں میں ملوث ہوتے اور نہ مامورین الٰہی کی اہانت کے مرتکب ہو کر خدا تعالیٰ کے زیر عتاب آتے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم نے آپ کے ساتھ بھی وہی توہین آمیز سلوک روا رکھا جو آپ سے پہلے مامورین الٰہی کے ساتھ ان کی قوموں نے روا رکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝

(حٰمٓ السجدہ آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ (اے رسول! تیرے مخالفوں کی طرف سے) تیرے متعلق وہی کچھ کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں کے متعلق کہا گیا تھا (یاد رکھ) تیرا رب بہت بخشنے والا ہے لیکن جب عذاب دیتا ہے تو بڑا دردناک عذاب دیتا ہے۔

الغرض خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت نہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ لوگ بڑی دلیری اور بے باکی سے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور بگڑتے ہی چلے جاتے ہیں اور کسی صورت باز آنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت کاملہ کو گناہوں سے محفوظ رہنے کا بہت اہم اور مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

پس ظاہر ہے کہ ہماری تمام سعادت خدا شناسی میں ہے اور نفسانی جذبات کو ان کے طوفانوں سے روکنے والی وہ معرفتِ کاملہ ہے جس سے ہمیں پتہ لگ جائے کہ درحقیقت خدا ہے اور درحقیقت وہ بڑا قادر اور بڑا رحیم اور ذوالعذاب الشدید بھی ہے یہی وہ نسخہ مجرب ہے جس سے سچی تبدیلی ہوتی ہے اور انسان کی متمردانہ زندگی پر موت آجاتی ہے ۔۔۔۔ ہمارا دل نہایت محکم یقین کے ساتھ معلوم کر چکا ہے کہ کسی انسان کے نفسانی جذبات کا سیلاب بجز اس امر کے تھم ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اس کی تلوار ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے اور اس کی رحمت ان لوگوں کو ہر ایک بلا سے بچاتی ہے جو اس کی طرف جھکتے ہیں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۴)

سیدنا حضرت اقدس کا یہ ایک عظیم تجدیدی کارنامہ ہے کہ آپ نے اپنے متبعین کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ یقین اور اس کی ذات و صفات کی کامل معرفت سے مالا مال کر دکھایا جس کے نتیجہ میں ان کی زندگیوں میں انقلاب عظیم رونما ہوئے بغیر نہ رہا اور وہ اس یقین سے پُر ہو گئے کہ ان کا خدا جو دو مغفرت

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

# انتظار کرو

نہ دل گرفتہ ہو۔ زنہار۔ انتظار کرو
تمہارے ساتھ ہے وہ یار۔ انتظار کرو

شبِ سیاہِ غم ہجر کٹ ہی جائے گی
وہ ہو گا تم پہ سکوں بار۔ انتظار کرو

یقین جانو چڑھے گا تسلیوں کا چاند
رہے گی مٹ کے شبِ تار۔ انتظار کرو

ضیاء و نور مقدر ہے بالیقین اپنا
بھلے دنوں کی مرے یار۔ انتظار کرو

یقین جانو کہ تم پر وہ ملتفت ہو گا
بہ چشمِ نور و ضیاء بار۔ انتظار کرو

مدد کو آئے گا وہ بغتۃً۔ یقیں جانو
تمہارا ہے وہ مددگار۔ انتظار کرو

حضورِ دوست جھکو دن کو۔ اور بہ شب اس کو
دکھا کے زخمِ دلِ زار۔ انتظار کرو

پکارو رات کی تاریکیوں میں تم اس کو
کہ ہے وہ یارِ وفادار۔ انتظار کرو

تمہارے زخموں کو وہ مندمل کرے بہ کرم
یہ کہہ کے اس سے بہ صد بار۔ انتظار کرو

وہ باوفا ہے نہیں اس سا باوفا کوئی
وفا کا اس کی مرے یار۔ انتظار کرو

ضرور آئے گا وہ بالضرور آئیگا
ہے تم سے اس کو بہت پیار انتظار کرو

(مرزا محمود احمد۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# سب سے پہلے عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ کس نے کیا

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر، امیر ضلع فیصل آباد:

تحقیق ام الالسنہ کے سلسلہ میں خاکسار کی تصانیف ARABIC THE SOURCE OF LANGUAGES اور ENGLISH TRACED TO ARABIC شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کے متعلق بہت سے عالمانہ سیر حاصل اور قابلِ قدر تبصرے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں بجا طور پر یہ سوال اُٹھایا گیا ہے کہ عربی زبان کے متعلق سب سے پہلے اُمّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ کس نے کیا؟۔

اس فرصت میں خاکسار اپنی معلومات کے مطابق اس سوال کا جواب لکھنا چاہتا ہے۔

ظاہر ہے کہ کسی امر کے متعلق محض دعویٰ کر دینا جبکہ اس کی تائید میں بیّنات اور دلائل نہ ہوں۔ کچھ مشکل نہیں ہے۔ تاہم جہاں تک خاکسار نے معلوم کیا ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے پہلے یہ دعویٰ کسی نے نہیں کیا۔ کہ عربی زبان سے دُنیا کی تمام زبانیں پیدا ہوئی ہیں واللہ اعلم۔ دراصل ایسا دعویٰ کرنے کا اس سے پیشتر وقت بھی نہیں آیا تھا۔

وَكُلُّ أَمْرٍ مَرْهُونٌ بِأَوْقَاتِهِ
ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

علامہ جلال الدین سیوطی (۴۴۵-۱۵۰۶ء) نے اپنی کتاب "مزھر" میں زبان کے آغاز اور اس کے ارتقاء کے بارے میں علمائے اسلام اور ائمہ عرب کے اقوال و آراء درج کئے ہیں۔ جن کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

## نظریۂ اوّل

ا۔ علامہ ابن جنی (۳۲۲-۱۰۰۲) فرماتے ہیں:۔

"وذهب بعضهم الى ان اصل اللغات كلها انما هو من الاصوات المسموعات، كدوى الريح، وحنين الرعد، وخرير الماء، وشحيح الحمار، ونعيق الغراب، وصهيل الفرس، ونزيب الظبى، ونحو ذلك، ثم ولدت اللغات عن ذلك فى مابعد وهذا عندى وجه صالح ومذهب متقبّل۔

کہ بعض محققوں کی رائے یہ ہے۔ کہ لغت کی بنیاد وہ آوازیں ہیں جو سُنی جاتی ہیں۔ مثلاً ہوا کی سائیں سائیں، بادل کی گرج، پانی کی سرسراہٹ، گدھے کا رینگنا، کوّے کی کائیں کائیں، گھوڑے کی ہنہناہٹ، ہرنی کی بو بو، اور اسی طرح کی اور آوازیں اور انہی آوازوں سے بعد میں زبانیں پیدا ہوئیں (ابو علی کہتے ہیں) کہ میرے نزدیک یہ توجیہہ درست ہے۔ اور یہ نقطۂ نظر ماننے کے لائق ہے۔" (مزھر صفحہ ۱۴)

یہی وہ نظریہ ہے۔ جو علمائے یورپ کے نزدیک بڑی مدت تک مقبول رہا۔ لیکن فی زماننا یہ نظریہ علمائے السنہ کے نزدیک غلط اور سراسر باطل قیاس آرائی ہے۔ اور اس نظریہ کے خلاف مسکت اور مفحم دلائل موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے خاکسار کی کتاب ENGLISH TRACED TO ARABIC ملاحظہ ہو۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس نظریہ کا ابطال بڑے شرح و بسط سے کیا ہے اور ایک بالکل نئی دلیل دے کر اس نظریے کی جڑ کاٹ دی ہے فرماتے ہیں:۔

وما نعب غراب الا بتعليمه
وما زئر اسد الا بتفهيمه

کہ کوئی کوّا کائیں کائیں نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے اور کوئی شیر نہیں دہاڑتا مگر اس کی تفہیم سے۔

گویا جب جانوروں کی آوازیں بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تفہیم کا نتیجہ ہیں۔ تو نطقِ انسانی بھی خداداد ہے نہ کہ انسان کی اپنی ایجاد۔

(ب) پھر ابن جنی کہتے ہیں:۔

"مجھے یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کہ تمام زبانوں کا اصل ایک زبان ہو۔ اور پھر اُس سے تمام زبانیں نکلی ہوں۔ کیونکہ ہم اس کی کوئی نظیر نہیں پاتے البتہ یہ جائز ہے کہ شروع میں دو یا تین یا اس سے کچھ زائد زبانیں ہوں اور پھر اُن کے آگے زبانیں پھیلی ہوں۔ لیکن یہ بھی مجھے قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ہمیں کوئی کلام ایسا نہیں ملتا جو تمام زبانوں کا متفق ہونا ثابت کرتا ہو اور ہر قوم کی بولی میں وہی الفاظ ہوں۔" (مزھر صفحہ ۲۶۷)

اس کا جواب آگے آئے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ قول عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے بالکل برعکس ہے۔

## نظریۂ دوم

علماء کے ایک دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف زبانیں سکھائیں۔ گویا سب زبانیں ایک زبان سے نہیں نکلیں۔

ابو علی کہتے ہیں کہ "عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ" کی تفسیر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی "تمام زبانیں" آدم کو سکھائیں۔ مثلاً عربی، فارسی، عبرانی، رومی وغیرہ اور باقی تمام زبانیں اور آدمؑ اور ان کے بیٹے یہ زبانیں بولا کرتے تھے۔ پھر ان کے بیٹے دُنیا میں بکھر گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے ایک خاص زبان اختیار کر لی اور اس کا ان میں غالب استعمال ہونے لگا۔ اور زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ باقی زبانیں ان کے ذہنوں سے نکل گئیں۔" (مزھر صفحہ ۱۱)

ظاہر ہے کہ یہ نظریہ عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے خلاف ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس کی تردید کی ہے فرمایا

"وان قيل ان المشهور بين العامة من اهل الملة، ان الله علّم آدم جميع اللغات المختلفة، فكان ينطق بكل لغة من العربية والفارسية وغيرها من الالسنة؛ فجوابه ان هذا اخطاء نشأ من الغفلة، لا يلتفت اليه احد من اهل الخبرة، بما خالف امراً ثبت بالبداهة۔

"یعنی اگر کوئی کہے کہ عوام مسلمانوں میں تو یہ مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام مختلف بولیاں سکھا دی تھیں اور وہ ہر ایک بولی عربی فارسی وغیرہ بولتا تھا۔ پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاء ہے جو غفلت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے اور اس کی طرف کوئی عقلمند توجہ نہیں کرے گا کیونکہ یہ بدیہی الثبوت امر کے مخالف ہے۔" (منن الرحمٰن صفحہ ۶۸)

## نظریۂ سوم

ایک تیسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ زبان کا ایک حصہ الہامی ہے اور ایک حصہ انسان کا اپنایا ہوا ہے۔

(ا) امام فخر الدین رازی (۱۱۴۶ تا ۱۲۰۹ء) نے اپنی کتاب المحصول میں اور تاج الدین ارموی نے اپنی کتاب الوآضح کی نظر ثانی کرتے ہوئے اس خیال کی تائید کی ہے کہ زبان اور اس کے الفاظ کے بارے میں مندرجہ ذیل نظریات قابل غور ہیں۔

(A) "الفاظ خود بخود معانی پر دلالت کرتے ہیں۔

(B) اللہ تعالیٰ نے ہر معنی کے لیے الگ الگ لفظ بنائے ہیں۔

(C) لوگوں نے ان معانی کے لیے الفاظ وضع کیے ہیں۔

(D) بعض الفاظ اللہ تعالیٰ نے وضع کیے۔ اور بعض لوگوں نے بنائے ہیں۔

عباد بن سلیمان پہلے نظریئے کے قائل ہیں۔ شیخ ابی الحسن الاشعری اور ابن فورک (وفات ۴۰۶ھ) دوسری رائے کے قائل ہیں۔

ابو ہاشم تیسری رائے رکھتے ہیں۔

چوتھی شق کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء میں لوگوں نے مختلف معنی ادا کرنے کے لیے الفاظ بنائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکمل کیا۔ یا یہ کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی اور لوگوں نے اس کو مکمل کیا۔ یہ رائے استاد ابو اسحٰق الاسفرائینی کی ہے۔

زبانوں کے محققین ان سب آراء میں سے کسی نہ کسی رائے سے اتفاق رکھتے ہیں۔

البتہ عباد بن سلیمان کی رائے سے محقق علماء اتفاق نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہر لفظ خود بخود اپنے معنی پر دلالت کرے تو پھر ہر شخص کو ہر زبان آنی چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ وہ اسے جانتا ہو کیونکہ ذاتی دلالت میں افراد کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا اور چونکہ بداہتہً یہ بات غلط ہے۔ اس لیے لازم اور ملزوم دونوں باطل ہیں۔" (مزھر صفحہ ۱۶)

(ب) ابو الفتح بن برہان اپنی کتاب الوصول الی الاصول میں لکھتے ہیں۔ کہ زبان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ نے سکھائی (توقیفی ہے) یا لوگوں کی ایجاد کردہ اصطلاحات ہیں؟ معتزلہ کا خیال ہے۔ کہ ساری کی ساری زبانیں انسان کی وضع کردہ اصطلاحات ہیں۔ ایک اور گروہ کا خیال ہے کہ نہیں زبان کا علم بذریعہ تعلیم ایزدی (توقیف) ہوا ہے۔

عربی زبان کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ تمام زبانیں انسان کی وضع کردہ ہیں اور زرکشی کی یہی رائے عربی زبان کے متعلق بھی ہے۔ لیکن بعض کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیال ہے کہ عربی زبان تو الہامی ہے اور باقی زبانیں انسان کی وضع کردہ ہیں ۔ (مزہر ص۲۷)

(ج) قاضی ابوبکر کہتے ہیں ۔ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ زبان کا علم بذریعہ تعلیم الٰہی ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ زبان بذریعہ اصطلاح وضع ہوئی ہو ۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ زبان کے کچھ حصے الہامی ہوں اور کچھ حصے اصطلاحی ۔ (مزہر ص۲۰)

## نظریۂ چہارم

"ابن جنی کہتے ہیں ۔ کہ صحیح بات جس کے قائل امام نحو ابوالحسن اخفش اور بعض دوسرے علماء بھی ہیں یہ ہے کہ زبان خواہ الہامی ہو ۔ خواہ اصطلاحی ایک وقت میں ساری کی ساری زبان اور نہ ہی ساری زبانیں پیدا ہوئیں ۔ بلکہ یکے بعد دیگرے مسلسل عمل کے ذریعہ سے زبانیں معرض وجود میں آئیں ۔" مزہر ص۵۵

## نظریۂ پنجم

ا ۔ امام غزالیؒ (۱۰۵۹ ۔ ۱۱۱۱ء) کا قول ہے کہ آیت

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

سے بظاہر یہ مفہوم نکلتا ہے ۔ کہ زبان کا علم بذریعہ الہام حاصل ہوا لیکن یہ قطعی دلیل نہیں ہے ۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے پیدا ہونے سے پہلے زبان بنائی ۔ اور بعد میں آدم کو سکھائی ہو ۔ (مزہر ص۲۲)

ب ۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں انس بن مالکؓ سے یہ موقوف روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بابل میں جہان بھر کے لوگوں کو جمع کیا تو ان کی طرف ایک خاص ہوا بھیجی ۔ اس پر وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے ۔ اور سوچنے لگے کہ انہیں کیوں اکٹھا کیا گیا ہے اس پر ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ وہ لوگ جو مغرب کو دائیں اور مشرق کو اپنے بائیں رکھ کر سیدھے بیت حرام کی طرف جائیں گے ۔ ان کو آسمان والوں کی زبان ملے گی ۔ اس پر یعرب بن قحطان کھڑا ہو گیا اسے کہا گیا اے یعرب بن قحطان بن ہود تو ہی اس بات کا مستحق ہے ۔ کہ تجھے اس زبان کا شرف ملے ۔ چنانچہ یہ پہلا شخص تھا ۔ جس نے فصیح و بلیغ عربی زبان استعمال کی ۔ اسی طرح آواز دینے والا آواز دیتا رہا ۔ کہ جس نے ایسا ایسا کیا اس کو فلاں زبان ملے گی ۔ یہاں تک کہ بہتر ۷۲ زبانیں لوگوں کو دی گئیں ۔ اور اس پر یہ آواز ختم ہو گئی ۔ اور لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا اس لیے اس جگہ کا نام بابل رکھا گیا ۔ اس زمانے میں اس علاقے کی زبان بابلی تھی ۔" (مزہر ص۳۲)

## نظریۂ ششم

ا ۔ الدیلمی نے اپنی کتاب مسند الفردوس میں ابورافع سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ پانی اور مٹی کے خمیر میں میری اُمت مجھے تمثیلاً دکھائی گئی ۔ اور مجھے وہ تمام نام سکھائے گئے جو آدم کو سکھائے تھے ۔

ب ۔ امام وکیع نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ شریک نے عاصم بن قلیب بن کلیب الجرمی سے اور انہوں نے سعید بن معد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ (وفات ۶۸۸ء) عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کی تفسیر کرتے تھے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر چیز سکھائی ۔ اسے القصعة (پیالہ) اور القصيعة (پیالی) القسوة اور القسيوة غرض ہر چھوٹا بڑا لفظ سکھایا اور وکیع ۔ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں ۔

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر شے کا نام سکھایا ۔ یہاں تک کہ بعیر ، بقرة اور شاة یعنی ہر قسم کے الفاظ سکھائے عبداللہ بن حمید کے الفاظ یہ ہیں ۔ کہ جو بھی کلمہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ۔ وہ سب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو سکھایا ۔" (مزہر ص۲۸)

## نظریۂ ہفتم

نظریۂ ہفتم یہ ہے کہ عربی زبان سب سے اوّل ، سب سے افضل ، سب سے وسیع تر زبان ہے ۔

ا ۔ بعض کہتے ہیں کہ عربی زبان سب سے پہلی زبان ہے اور باقی سب زبانیں اس کے بعد اور اس سے منظر پیدا ہوئی ہیں یا تو وہ بھی الہاماً وجود میں آئیں یا اصطلاحاً وضع ہوئیں ۔ اس گروہ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے عربی میں ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عربی زبان سب زبانوں سے پہلے پیدا ہوئی ۔" (مزہر ص۲۷)

ب ۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے ۔ کہ جنت میں حضرت آدمؑ کی زبان عربی تھی ۔ لیکن جب ان سے غلطی سرزد ہوئی ۔ تو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کی استعداد ان سے چھین لی ۔ اس کے بعد وہ سریانی زبان بولنے لگے ۔ پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی ۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ عربی زبان انہیں سکھا دی ۔" (مزہر ص۳۰)

ج عبدالملک بن حبیب کہتے ہیں ۔ کہ آدم جو زبان جنت سے لے کر آئے تھے ۔ وہ عربی تھی ۔ اور ایک لمبے زمانے تک وہ یہ زبان بولتے رہے ۔ مگر مرور زمانہ سے یہ زبان بگڑ کر سریانی زبان بن گئی ۔ جو ملک سوریہ کی طرف منسوب ہے (مزہر ص۳۰)

د ۔ بعض فقہاء کا خیال ہے اور امام شافعی (۷۶۷ تا ۸۲۰ء) نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ عربی زبان اپنے اسلوب کے لحاظ سے وسیع ترین زبان ہے اور اس کے الفاظ سب سے زیادہ ہیں اور سوائے نبی کے کوئی اور شخص اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ۔" (مزہر ص۶۵)

ہ ۔ ابن فارس نے ایک جگہ کہا ہے ۔ کہ ساری عربی زبان ہم تک نہیں پہنچی بلکہ جو کچھ ہم تک پہنچا ہے ۔ وہ زیادہ میں سے تھوڑا ہے اور اس کا بہت سا حصہ اس کے بولنے والوں کے گزر جانے کے ساتھ ہی ہاتھ سے جاتا رہا ۔" مزہر ص۶۶

مندرجہ بالا سات نظریوں سے ظاہر ہے کہ نظریات اوّل تا پنجم میں عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ نہیں ہے ۔ البتہ نظریہ ششم میں اشارات ملفوفہ اور مفہومات مقدرہ اس بارے میں پائے جاتے ہیں نہ کہ صراحت و وضاحت اور بات کھل کر سامنے نہیں آئی ۔ نظریۂ ہفتم میں عربی کے کمالات اور اس کے اقدم افضل اور اوسع ہونے کا اظہار ہے یہ ذکر نہیں کہ عربی زبان دنیا کی تمام زبانوں کا منبع اور ماخذ ہے ۔ فتدبر !

(باقی)

---

یاد رفتگاں

از مکرم عبدالرشید خان صاحب

# مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان مرحوم

ایک عظیم پروقار شخصیت حوصلہ مند بارعب خوبصورت انسان سید احمد یہ پر جاں نثار کرنے والا ، خاندان کا مونس و ہمدرد اور غمگسار یہ تھا میرا پیارا بھائی ڈاکٹر نصیر احمد خان ۔

یہ مرد مجاہد یکم جنوری ۱۹۲۵ء میں ہمارے قصبہ دھرد وال افغاناں تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوا ۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی ۔ مڈل کلاس میں ہی مزید تعلیم کے لئے قادیان بھیج دیا گیا اور ہوسٹل میں قیام پذیر رہا ۔ کیونکہ میرے والد محترم خان عبدالمجید خان صاحب نے بچپن میں ہی اسے دین کے لئے وقف کر دیا تھا ۔ ہم اپنی والدہ کے بطن سے چار بھائی بہن ہیں ۔ راقم الحروف سب سے بڑا تھا اور مجھ سے چار سال چھوٹا میرا یہ بھائی اور دو بہنیں مسعودہ بیگم (زوجہ سرور شاہ) اور محمودہ بیگم (زوجہ سید محمد احمد صاحب) والد صاحب کی وفات کے بعد سب کی پرورش ہماری دادی جان مرحومہ عائشہ بیگم نے کی ۔

ڈاکٹر صاحب نے ایم ایس سی علی گڑھ سے کیا اور پھر تعلیم الاسلام کالج میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور اپنی قابلیت کا جادو جگانے لگے اور ان کے شاگرد اعلیٰ مراتب پر پہنچے ۔ فزکس میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی کرنے کے بعد ٹی ۔ آئی ۔ کالج میں ایم ایس سی کی کلاس جاری ہوئی تو یہ انچارج کی حیثیت سے طلباء کے ساتھ محنت و جانفشانی کرتے رہے ۔

بچپن سے ہی بڑی رعب دار طبیعت پائی تھی ۔ میں باوجود بڑا ہونے کے ان سے دبتا تھا اکثر غصے میں مجھے مار پیٹ بھی کر لیتے تھے ۔ میری محبوب اشیاء مجھ سے چھین لیتے تھے ۔ لیکن میں ہمیشہ درگذر کرتا ۔ ان کی موت تک میں ان کی رعب دار شخصیت سے اس قدر متاثر تھا کہ کبھی بھی گھریلو یا ذاتی معاملات میں ان سے تلخی سے گفتگو نہیں کی لیکن ان کو بھی ہمیشہ میرا احترام ملحوظ خاطر رہتا ۔ ہمیشہ میری جائز خدمت و خاطر کے لئے مستعد رہتے ۔

جماعت کی تعلیمی خدمات کے علاوہ وہ دیگر امور میں ایک مشیر خاص کی حیثیت رکھتے تھے ۔ انہیں انتظامی امور میں بڑی دسترس حاصل تھی ۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر مختلف شعبوں میں مہمانوں کی خدمت کے سلسلہ میں قابل ستائش خدمات انجام دیتے رہے ۔

میرے والد صاحب نے دوسری شادی کر لی تھی ۔ دوسری والدہ سے ہمارے چار بھائی اور تین بہنیں ہیں یعنی امین اللہ خان کرنل ایاز احمد خان ڈاکٹر عبدالحمید خان نیاز احمد خان منصورہ بیگم مبارکہ بیگم اور طاہر صدیقہ حرم ثانی حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ڈاکٹر صاحب کی ہمیشہ یہ کامیاب کوشش رہی کہ ہم سب میں اتحاد و اتفاق رہے ۔ نتیجۃً آج تک ہم سب حقیقی بہن بھائیوں کی طرح پیار و محبت سے رہ رہے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کی ہر معاملہ میں صائب رائے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور ہمارے لئے وہ مشعل راہ کا کام دیتے رہے سب بہن بھائیوں کو صحیح منازل کی طرف گامزن کیا اور سب چھوٹے بھائی بہنوں کو حسب استطاعت

(باقی ص۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# جب خدا کی نظر میں قیمت پڑتی ہے

مکرم عبد السمیع خان صاحب، ربوہ

حضرت زاہرؓ بن حرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مخلص صحابی تھے۔ دل کے بہت اچھے مگر چہرہ بہت بدصورت تھا۔ وہ دیہات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحائف لاتے تھے۔ ایک دفعہ شہر آئے۔ گاؤں سے جو چیزیں لائے تھے۔ ان کو بازار میں فروخت کر رہے تھے کہ حضورؐ کا ادھر سے گزر ہوا۔ حضورؐ نے پیچھے سے جا کر انہیں باہوں میں جکڑ لیا اور آنکھوں پہ ہاتھ رکھ دیئے۔

حضرت زاہرؓ ہاتھوں کے لمس سے پہچان گئے کہ یہ ملائمت اور محبت سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی سے ممکن نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے وفورِ شوق میں اپنی پیٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگائی اور حضورؐ کے جسمِ مبارک کو بار بار محبت سے مَس کرنے لگے۔ حضورؐ بھی اس اظہارِ محبت سے لطف اندوز ہوئے اور محبت و شفقت سے پر مزاح انداز میں فرمانے لگے۔

"میرا ایک غلام ہے۔ اسے کون خریدتا ہے؟"

حضرت زاہرؓ بولے۔ "یا رسول اللہ! مجھے کون خریدے گا یہ تو گھاٹے کا سودا ہے"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:۔

"دنیا والوں کی نظر میں تیری قیمت کم ہو تو ہو لیکن خدا کی نظر میں تیری قیمت بہت زیادہ ہے۔ اس کے ہاں تو بہت قیمتی وجود ہے۔"

(شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۲۰۴)

یہ واقعہ خدا تعالیٰ کی اس ازلی ابدی سنت کی نشاندہی کرتا ہے کہ خدا کی نظر اپنے بندوں کو دنیوی پیمانوں سے نہیں ناپتی۔ مال و دولت اور جاہ و حشم کی اس کے حضور کوئی قدر نہیں۔ ظاہری حسن و جمال اور رنگینی و رعنائی اس کے دربار میں راہ نہیں پا سکتے۔ وہ تو دلوں پہ نظر رکھتا ہے۔ خلوص اور وفا کے ترازو میں تولتا ہے اور ہر ایک کی نیت سے بہت بڑھ کر اس سے محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے۔

اس کی محبت کی ایک نظر دنیا و مافیہا سے گراں بہا ہے۔ اس کے پیار کی ایک جھلک پر اس ساری کائنات کے خزانے قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اس کی رحمت کا ایک لمحہ کروڑوں سالوں پر بھاری ہے۔

یہ بھی خدا کی تقدیر ہے کہ ظاہر اور باطن کا یہ مقابلہ ہر نبی کے وقت میں ہوتا چلا آیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نبی کو قبول کرنے والے آغاز میں ہمیشہ بے کس، بے زر اور کمزور لوگ ہوتے ہیں اور تمام رؤسا اور اہلِ ثروت اور صاحبِ اقتدار لوگ اس کی مخالفت پہ کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ بظاہر ان ناکارہ اور حقیر وجودوں کو قبول کر لیتا ہے۔ اس کی محبت ان کے دونوں جہان سنوار آتی ہے اور وہ جو اپنے زعم میں بلند بانگ دعاوی کر کے زمین کے مالک بن بیٹھتے ہیں وہ خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں اور نیست و نابود کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کے وقت میں بھی تو یہی ہوا تھا جب چند کم مایہ لوگ حضرت نوحؑ پر ایمان لے آئے تو ان کی قوم نے نوحؑ کو طعنہ دیتے ہوئے کہا:۔

"وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ"

(ھود: ۲۸)

یعنی ہم دیکھ رہے ہیں کہ تیری پیروی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو سرسری نظر میں ہم میں سے حقیر ترین نظر آتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو ماننے والے ان چند خدا پرست انسانوں کی دنیا کی نظر میں کوئی قیمت نہیں تھی مگر خدا کی نظر میں یہی لوگ کائنات کا خلاصہ بن گئے تھے وہ زندہ رکھے گئے اور تکبر اور غرور کا سر کچل دیا گیا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے گہرے پانیوں میں غرق کر دیئے گئے۔

یہ خدا کی اٹل تقدیر ہے جس سے ہر نبی کے ماننے والے اور منکرین گزرتے ہیں اور بلاریب اس تقدیر کا سب سے بڑا مظاہرہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ سعادت مہد میں ہوا۔

مکہ کا ایک نادار۔ یتیم۔ چند غلام، کچھ آزاد مگر بے طاقت لوگ، کچھ بیکس عورتیں اور بچے۔ یہ ایک زمانہ میں پوری امت مسلمہ کا نقشہ ہے۔ دوسری طرف تمام عرب بلکہ کل عالم تھا جو کم از کم دشمن نہیں تو دوست بھی تو نہیں تھا۔ اس پلڑے میں طاقت، جتھہ، تعداد، دولت، ریاست سب کچھ تھا۔ اسی لئے تو وہ کہتے تھے:۔

"لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ" (زخرف: ۳۲)

یعنی یہ قرآن ایک یتیم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہی کیوں نازل ہوا۔ اس کے مستحق تو ہم تھے۔

یعنی مکہ اور طائف کے رؤسا کو یہ عظمت ملنی چاہیئے تھی کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا۔

اور پھر طاقت کے نشہ میں انھوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے چند گنتی کے ساتھیوں کو ملیا میٹ کر دینے کا فیصلہ کیا۔ مگر خدا کی انگلی کچھ اور اشارے کر رہی تھی۔ خدا کی نظر میں تو انہی بے کسوں اور لاچاروں کی قیمت تھی۔ اس لئے وہی زندہ رہنے کے قابل تھے۔ بدر کے میدان میں خدا نے یہ فیصلہ کھول کر سنا دیا۔ خدا والے زندہ رکھے گئے اور ان کے مقابل تمام جھوٹی قیمتیں مٹا دی گئیں۔ یہ زندہ رہنے والا گروہ جن افراد پر مشتمل تھا ان میں سے ہر ایک دوسروں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ترین تھا مگر خدا کی نظر نے انھیں قیمتی بنا کر دکھا دیا۔ آیئے اس پاک جماعت کے چند افراد کی پہلی اور بعد کی زندگیوں کا جائزہ لیں۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکرؓ اسلام لانے سے پہلے معززین مکہ میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا گردن پر لیتے ہی آپ عام حقارت کا مورد بن گئے۔ ذلت اور پھٹکار تھی جو ہر طرف سے امڈی چلی آ رہی تھی۔ حتیٰ کہ توحید پہ ایمان لانے کے جرم میں آپ کو مارا گیا۔ آپ کو عبادت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ کو قرآن پڑھنے سے روکا گیا گھر کے اندر ایک مسجد بنائی مگر اسے بھی دشمنوں نے مسمار کر دیا۔ ہر حق سے یکے بعد دیگرے محروم ہوتے گئے مگر دنیا کی نظر میں آپؓ کی قیمت جتنی گرتی جا رہی تھی خدا کی نظر میں آپؓ کی قیمت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ حتیٰ کہ جب بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو پہلے خلیفۂ رسولؐ چنے گئے۔ اسلام کے ہزاروں نام لیواؤں نے آپؓ کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مگر آپؓ کے والد ابو قحافہ کے لئے یہ باور کرنا ممکن نہ تھا کہ ان کے بیٹے کی سرداری تمام عرب نے قبول کر لی ہے۔ اور وہ تمام مسلمانوں کا سربراہ بن چکا ہے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مکہ میں پہنچی تو ایک مجلس میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب قاصد نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو سب لوگوں پر غم و اندوہ کی کیفیت طاری ہو گئی اور سب نے یہی سمجھا کہ اب ملکی حالات کے ماتحت اسلام پراگندہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ اب کیا ہو گا۔ تو قاصد نے کہا کہ آپؐ کی وفات کے بعد حکومت قائم ہو گئی ہے اور ایک شخص کو خلیفہ چن لیا گیا ہے۔

انھوں نے دریافت کیا کہ کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ جواب ملا۔ "ابوبکر"

ابو قحافہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کون ابوبکرؓ؟"

کیونکہ وہ اپنے خاندان کی حیثیت کو خوب سمجھتے تھے اور اس حیثیت کے لحاظ سے وہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے بیٹے کو سارا عرب بادشاہ تسلیم کر لے گا۔

قاصد نے کہا۔ "وہ ابوبکر جو فلاں قبیلہ میں سے ہیں۔"

ابو قحافہ نے کہا۔ کس خاندان میں سے ہے؟

قاصد نے جواب دیا کہ فلاں خاندان میں سے ہے۔

ابو قحافہ نے پھر پوچھا کہ وہ کس کا بیٹا ہے قاصد نے کہا۔ ابو قحافہ کا بیٹا۔ تمہارا بیٹا۔

اس پر ابو قحافہ بول اٹھے:۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

اور پھر کہا۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے۔ ابو قحافہ پہلے صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد انھوں نے سچے دل سے سمجھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ میں راستباز تھے کیونکہ ابوبکرؓ کی خاندانی حیثیت ایسی نہ تھی کہ سارا عرب آپؐ کو مان لیتا۔

(بحوالہ تفسیر کبیر سورۃ النمل صفحہ ۱۱۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ وہی ابوبکرؓ تھے جنہیں خود عبادت کی اجازت نہ تھی مگر خدا نے انہیں تمام عالم اسلام کی عبادتوں کا محافظ بنا دیا جسے خاندانی لحاظ سے کوئی حیثیت حاصل نہ تھی جسے دنیاوی لحاظ سے بے قیمت سمجھا جا رہا تھا خدا کی نظر میں اس کی بہت قیمت تھی اور خدا نے اسے تمام زمانوں کا سردار بنا دیا۔

## حضرت عمرؓ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ خلافت کے زمانہ میں ایک دفعہ کثیر مسلمانوں کے ساتھ حج کر کے مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ شعب صنجنان میں ٹھہر گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب میں اسلام سے قبل اپنے باپ خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہ بہت بدخو اور درشت کلامی کرتے تھے کبھی میں ان اونٹوں پر لکڑیاں ڈھوتا تھا اور آج اللہ کے سوا مجھ پر کوئی حاکم نہیں۔ میں امت محمدیہ کا امیر ہوں اور ہزاروں افراد میرے پسینے کی جگہ خون بہانے کو تیار ہیں۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

وہ کیا چیز تھی جس نے یہ انقلاب برپا کر دیا جس نے ذرّوں کو آفتاب بنا دیا۔ یہ محض خدا کی محبت کی نظر تھی جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار کرنے والوں اور آپؐ کی خاطر قربانیاں کرنے والوں پر پڑتی ہے

## جب بلالؓ کی قیمت پڑی

حضرت بلالؓ کی داستان بھی بہت بلندیوں پر ستاروں کی طرح دمک رہی ہے۔ ایک حبشی غلام جسے توحید پر ایمان لانے کی پاداش میں اس کا آقا تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹتا مگر بلالؓ کے منہ کی احد احد نہ چھین سکا۔ امیہ مٹا دیا گیا مگر بلال کو ہمیشہ کی زندگی عطا کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلالؓ کو سیدنا یعنی ہمارا آقا کہا کرتے تھے۔ بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔

اَبُوْ بَکْرٍ سَیِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَیِّدَنَا یعنی بِلَالاً۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب مناقب بلال)

کہ ہمارے آقا بلالؓ کو ہمارے آقا ابوبکرؓ نے آزاد کیا۔ لاریب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خادم ہر مسلمان کا آقا ہے۔

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

لاریب یہ حکمتِ خداوندی تھی جو دستِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جاری ہوئی۔

بلالؓ اس میدان وفا کے اکیلے سوار نہ تھے بہت سے دوسرے غلام بھی آپ کے ساتھ آپ کی طرح دکھوں کا نشانہ بن رہے تھے۔ دشمنوں نے ان غلاموں کا نام انسانوں کی صف میں سے کاٹ دیا تھا۔ مگر خدا کی نظر میں یہی حقیقی انسان تھے جو مقصدِ حیاتِ انسانی کو پورا کرنے والے تھے۔

## سرداروں کے مقابل پر غلاموں کی عظمت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے خلافت تھے۔ آپ کے دربار میں وہ رؤسائے مکہ حاضر تھے جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ یعنی ابوسفیان، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام وغیرہ۔ حضرت عمرؓ ان سے محو گفتگو تھے کہ ابتدائی دور میں اسلام لانے والے غلام آنے شروع ہو گئے۔ ایک غلام آیا تو حضرت عمرؓ نے ان رؤسا سے کہا کہ ذرا پیچھے ہٹ کر جگہ دیں۔ حضرت صہیبؓ، بلالؓ، حضرت عمارؓ اور دوسرے ابتدائی صحابہؓ آتے گئے اور رؤسائے قریش پیچھے ہٹتے گئے۔ یہاں تک کہ جوتیوں والی جگہ پر پہنچ گئے۔ وہ اپنی اس توہین کو برداشت نہ کر سکے اور باہر نکل آئے۔

ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم ایسی ذلت مجھے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھنی پڑی تھی۔ غلاموں کو آگے جگہ ملتی رہی اور ہم پیچھے ہٹتے گئے۔ ہماری سخت بے عزتی کی گئی ہے۔

اس پر سہیل بن عمرو نے کہا اے میری قوم تمہیں غصہ حضرت عمرؓ پر یا ان غلاموں پر نہیں اپنے آپ پر کرنا چاہیئے۔ ان لوگوں نے دعوتِ حق کو فوراً قبول کر لیا تھا اور تم انکار کرتے رہے جس کے نتیجہ میں یہ لوگ تم پر اپنی فضیلت رکھتے ہیں کہ تم کبھی بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے۔

(اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ تذکرہ سہیل بن عمرو)

واقعتاً خدا نے ان غلاموں کو ایسی عظمت اور رفعت بخشی ہے کہ آج بڑے بڑے بادشاہ اور صاحب اقتدار ان کا نام سن کر سر جھکا دیتے ہیں۔ تمام صحابہؓ اس عموم شرف میں شریک ہیں۔ جن کو خدا کی طرف سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب عطا ہوا ہے۔

## انصار کی رفعتِ شان

اور آیئے ان انصار کی بات کریں جنہوں نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور گھروں کے دروازے کھول دیئے۔ مکہ والوں نے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کر دیا تھا۔ مگر اہلِ مدینہ نے اس نعمت کی قدر کی۔

اسلام سے قبل مدینہ میں انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے مگر ہر لحاظ سے جاہل اور پسماندہ۔ مدینہ کے یہود ہر طرح سے ان پر چھائے ہوئے تھے۔ تعلیم معیشت تمدن، زراعت سب پر یہودیوں کا قبضہ تھا۔ حتیٰ کہ بعض انصار یہ منت مانتے تھے کہ اگر ان کا بیٹا ہوا تو وہ اسے یہود کی سرپرستی میں دے دیں گے۔ یہودی ان دونوں قبیلوں کو ہمیشہ لڑاتے رہتے اور اپنی سرداری مضبوطی سے قائم رکھتے۔

لیکن خدا تعالیٰ نے نظرِ انتخاب انہی بے حیثیت انصار پر ڈالی تھی۔ اہلِ علم اور صاحب سیاست یہودی حضورؐ کا انکار کر کے رحمت الٰہی سے دور ہو گئے مگر ان کم مایہ لوگوں کو خدا نے بے نظیر عظمتوں سے نوازا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا

اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ

اے انصار تم مجھے دنیا کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو۔

(بخاری کتاب المناقب۔ مناقب الانصار)

پھر فرمایا:۔

"جو انصار سے محبت کرے گا خدا اس سے محبت کرے گا۔ اور جو انصار سے دشمنی رکھے گا خدا اس کا دشمن ہو جائے گا۔"

(بخاری کتاب المناقب۔ باب حب الانصار)

کیا شان ہے ان لوگوں کی جن سے رسول اللہ بے پناہ محبت کرتے ہوں۔ اور ان کی دوستی اور دشمنی کے ساتھ خدا کی محبت اور دشمنی وابستہ ہو جائے۔ مگر یاد رکھیئے یہ شان انہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی عطا کی تھی۔ آپؐ کے فیض سے ہی خدا ان پر جلوہ گر ہوا تب ان گرے پڑے اور مٹی میں لت پت وجودوں کی قیمت پڑی۔

## حضرت ابوہریرہؓ کا تذکرہ

حضرت ابوہریرہؓ کے ذکر کے بغیر اس آسمانی طائفہ کا تذکرہ نامکمل رہے گا۔ آپ وہ فاقہ کش تھے جو اپنی قیمت پڑنے کے بعد بحرین کے گورنر بنے۔ آپ کے پاس کسریٰ شاہ ایران کا درباری رومال تھا۔ کھانسی آئی تو اس رومال میں تھوکا۔ کہنے لگے واہ واہ ابوہریرہ کسریٰ کے رومال میں تھوکتا ہے لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لیے مسجد نبویؐ میں پڑا رہتا تھا۔ اور کسی وقت بھی مسجد سے دور جانا اس لیے پسند نہ کرتا تھا کہ شاید کسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں اور میں نہ ہوں اور کوئی بات سننے سے رہ جائے۔ اس حال میں بعض اوقات یہ حالت ہو جاتی کہ بھوک کے مارے میرے منہ سے بات نہیں نکل سکتی تھی۔ اور بھوک میں ہی سات سات وقت گزر جاتے پھر بعض اوقات میری فاقہ سے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ میں بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ لوگ سمجھتے کہ مرگی ہو گئی ہے اور عرب میں قاعدہ تھا کہ مرگی والے کو جوتے مارتے تھے کہ اس سے ہوش آ جائے۔ لوگ یہ نہ سمجھتے تھے کہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہوا ہے۔ یا تو میری یہ حالت تھی یا اب یہ حال ہے کہ کسریٰ جو آدھی دنیا کا بادشاہ تھا اس کے خاص درباری رومال میں میں تھوکتا ہوں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کسریٰ کا یہ رومال حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کے پاس آنا خود زیر غور مضمون کی صداقت کا زبردست اظہار ہے صلح حدیبیہ کے بعد حضورؐ نے مختلف سلاطین کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے خطوط لکھے ان میں سے ایک خط کسریٰ شاہ ایران کے نام بھی تھا لیکن کسریٰ اس خط کا مضمون سن کر غصہ سے بھر گیا اور ترجمان کے ہاتھ سے خط لے کر اسے یہ کہتے ہوئے ریزہ ریزہ کر دیا کہ میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسریٰ کی اس حرکت کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے دینی غیرت کے جوش میں فرمایا

"خدا ان لوگوں کو پارہ پارہ کر دے"

کسریٰ نے آنحضورؐ کا خط پھاڑنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ یمن کے گورنر کو ہدایت کی کہ اس شخص کو گرفتار کر کے ہمارے حضور حاضر کرو۔ لیکن اس امی بے کس کی خدا کی نظر میں بہت قدر و قیمت تھی آپؐ نے دونوں سپاہیوں کو دوسرے دن جواب دیا کہ

"آج رات میرے رب نے تمہارے رب کو قتل کر دیا ہے۔"

تاریخ بتاتی ہے کہ اسی روز کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر کے حضور کی گرفتاری سے متعلق حکمنامہ منسوخ کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۱، ۱۵۷۲ حالات ۷ ہجری)

مگر اتنا زبردست نشان دیکھنے کے بعد بھی اہلِ ایران کا رویہ نہ بدلا اور ان کی نظر میں مسلمان پہلے ہی کی طرح بے قیمت اور لاچار تھے۔ چنانچہ قادسیہ کے میدان میں جب اسلامی اور ایرانی افواج اکٹھی ہوئیں تو امیر لشکرِ اسلام حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے لڑائی سے قبل حضرت عمروؓ بن معدیکرب اور حضرت اشعثؓ بن قیس کندی کو تبلیغ اسلام کے لیے ایرانی لشکر میں بھیجا۔ ایرانی لشکر کے سردار رستم سے گفتگو ہوئی۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ وفد کی واپسی سے قبل رستم نے تحقیر کی غرض سے مٹی کا ایک بورا منگایا۔ اور کہا۔ یہی لے جاؤ تمہیں اس سے زیادہ ایران کی سرزمین سے کچھ نہیں ملتا۔ مسلمانوں نے یہ بورا اٹھا لیا اور فتح کی فالی مراد لی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی سرکردگی میں ایک اور سفارت بھیجی گئی۔ طویل گفتگو ہوئی آخر میں رستم نے مسلمانوں سے کہا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم لوگ معاش کی تنگی اور پریشان حالی کی وجہ سے جنگ کے لیے نکلے ہو، ہم تمہیں اتنا کچھ دینے کے لیے تیار ہیں کہ تمہارا پیٹ بھی بھر جائے اور دوسری خواہشات بھی پوری ہو جائیں۔

حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا۔

"بے شک ہم بھوکے تھے لیکن خدا نے ہم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا جس کی اتباع سے ہماری بدبختی خوش بختی سے بدل گئی ہے اس لیے ہم تمہیں خدائے واحد کی پرستش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں"

(فتوح البلدان صفحہ ۲۶۶ فتح قادسیہ)

سو وہ ایران جہاں سے محض مٹی کا ٹوکرا دے کر مسلمانوں کو ذلت کے ساتھ رخصت کیا جا رہا تھا وہ سرزمین کلیتہً ان کے قبضہ میں آئی، وہ جگہ جہاں حضورؐ کا خط چاک کیا گیا تھا وہاں آج تک کروڑوں کتابوں میں حضورؐ پر درود بھیجا جا چکا ہے۔ اور کروڑوں دل اس نام کے ساتھ دھڑکتے ہیں پس عظمت وہی ہے جو خدا کی طرف سے عطا ہو۔ حکومت وہی ہے جس کے ساتھ نصرت باری ہو۔ حقیقی عزت اور قدر و قیمت وہی ہے جو خدا کی نظر میں ہو اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ عزت سب کچھ تری عطا ہے۔ گھر سے تو کچھ نہ لائے مسلمانوں پر اللہ کی محبت کی نظروں کی وجہ سے جو برکتیں نازل ہوئیں اور اس کے نتیجہ میں جو حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا۔ ایک فرانسیسی مؤرخ عجیب رنگ میں اس کا ذکر کرتا ہے۔ وہ اسلامی تاریخ لکھتے لکھتے کہتا ہے کہ اے ناظرین ذرا غور تو کرو۔ مجھے اس بات میں بڑا مزہ آرہا ہے کہ سر اور پاؤں سے ننگے، خالی پیٹ اکثر ان پڑھ، ایک کچی مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی بنی ہوتی ہے کیا باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ہم قیصر کو بھی ختم کر دیں گے۔ ہم کسریٰ پر بھی فتح پا لیں گے۔ ہم شمال پر بھی حاکم ہوں گے اور جنوب پر بھی۔ مشرق پر بھی ہمارا جھنڈا لہرائے گا اور مغرب پر بھی۔ میں حیران ہوں کہ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کہاں اور کس حالت میں ہیں اور باتیں کیا کر رہے ہیں مگر چند سالوں بعد ہی یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور جو کچھ وہ کہہ رہے تھے اس کا لفظ لفظ سچائی بن کر ابھر آتا ہے۔

(بحوالہ خطبات محمود جلد اوّل صفحہ ۱۵)

وہ فرانسیسی مؤرخ نہیں سمجھ سکا کہ یہ واقعہ کیونکر ہوا۔ مگر ہم علی وجہ البصیرت جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے تھا۔ اسی غلامی کے طفیل دنیا کو آزادی عطا ہوئی۔ خاک نشین عرش نشین بن گئے۔ بکریوں کے چرواہے کل عالم کے گلہ بان اور جہاں گیر بنائے گئے۔ یہ خدا اور رسول کی محبت ہی کی نظر تھی جس نے اپنی خاطر دکھ اٹھانے والوں کو رفعتوں سے ہمکنار کیا۔ ناکارہ اور نکمی چیزوں کی قیمت ڈالی گئی اور سب جھوٹے بت پاش پاش کر دیئے گئے یہ تقدیر تا ابد اسی طرح جاری رہے گی کہ حقیقی عزت کے وہی لوگ مستحق ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی خاطر ذلت برداشت کرتے ہیں آسمانی تخت پر وہی لوگ بٹھائے جاتے ہیں۔ جو صلیب پر لٹکائے جانے کے لیے تیار ہوں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی بادشاہت کا تاج انہی کے سروں پر رکھا جاتا ہے جو اسکی خاطر کانٹوں کا تاج پہننے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خدا کی محبت کا لذت بھرا جام انہی کو ملتا ہے جن کے ہونٹ بدگوئی اور لعنت کے تیز اور تلخ ذائقہ سے آشنا ہو چکے ہوتے ہیں۔

مبارک وہ جو خدا کے الہاموں اور کلاموں پر یقین رکھتا ہے۔ مبارک وہ جو خدا کی بادشاہت میں اس وقت داخل ہوتا ہے جب دنیاداروں کی نگاہ میں وہ ایک دوزخ کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے خدا کی نظر میں وہی لوگ قیمتی قرار پائیں گے جو اس کی خاطر اپنی ساری عزت و آبرو کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ وہی اپنے آقا کے دائیں اور بائیں آسمانی تخت پر بٹھائے جائیں گے اور آسمانی بادشاہت میں صرف اور صرف انہی کو حصہ دیا جائے گا، انشاء اللہ۔

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں میں

## درخواستہائے دعا

- خاکسار کی بچی بعمر ۲۰ سال بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔

(چوہدری عنایت اللہ۔ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

- خاکسار کی بھانجی ڈھائی سال سے گنٹھیا کے مرض میں مبتلا ہے۔

(محمد الیاس مرزا۔ کراچی)

- میرے خالو مکرم سلطان احمد صاحب آف کنری بعارضہ دل بیمار ہیں۔

(شکیلہ فردوس۔ دارالبرکات ربوہ)

- میرے والد مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مقدمہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔

(مبارکہ اعظم سمبڑیال)

- خاکسار مختلف قسم کی پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہے۔

(میاں محمد شفیق۔ سمن آباد لاہور)

- مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب صدر جماعت احمدیہ ۲ آر ٹی ڈی اے ضلع خوشاب ایک عرصہ سے بیمار ہیں حالت تشویشناک ہے۔

(صادق محمد طاہر۔ خوشاب)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

## (بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

اور ذو عتاب الیم ہے ان کے ساتھ ہے۔ وہ انہیں ہر خطرہ سے بچائے گا اور اپنی امان میں لے لے گا۔ آپ نے اس ضمن میں ایسی ایسی پُر معارف نصائح فرمائیں اور ان کے لئے ایسی پُر زور دعائیں کیں کہ جنہوں نے انقلاب برپا کر دکھایا۔ آپ کی ایسی ہی ایک نہایت پُر اثر نصیحت پر ہم اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبہ کو توڑے گا۔ ..... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے"۔ (کشتی نوح)

## قرارداد تعزیت

جملہ ممبران کمیٹی لجنہ ضلع کراچی اور عاملہ و نگرانات لجنہ ضلع کراچی نے مندرجہ ذیل قرارداد تعزیت حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی وفات پر منظور کی۔

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ ایک عظیم باپ کی بیٹی عظیم شوہر کی بیوی اور قابل فخر اولاد کی والدہ تھیں۔ خود ان کی زندگی تمام تر لجنہ کی خدمت میں گزری۔ تمام ذمہ داریوں کی نہایت خوش اسلوبی سے ادا فرمایا۔ نیز آپ قرآن کریم سکھانے کی انتہائی شیدائی تھیں۔ آپ کی وفات ہم سب کا ذاتی بھی اور جماعتی نقصان بھی ہے۔ خدا تعالیٰ اس نقصان کی تلافی ہمارے دلوں پر مرہم رکھ کر فرمائے۔ آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ آپ کی اولاد جو ساری خادم دین قابل اور لائق ہے۔ خدا تعالیٰ انکو اپنے عظیم والدین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ عظیم خلا پُر ہو سکے۔ آمین۔ (ممبران کمیٹی لجنہ ضلع کراچی و عاملہ)

## دعائے مغفرت

خاکسار کے بہنوئی مکرم برادرم سعید احمد خان حیدرانی ولد مکرم عبدالقادر خان صاحب حیدرانی سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹریننگ کالج کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ساکن شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان بقضاء الٰہی بعمر باون سال اسلام آباد میں ۳ جولائی کو جہاں وہ بغرض علاج مقیم تھے وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم موصی تھے وفات سے چند یوم قبل اپنا حصہ آمد دسمبر ۸۳ء تک ادا کر چکے تھے نہایت مخلص احمدی تھے۔ اپنے پیچھے ضعیف العمر والدین کے علاوہ چھ بچوں اور بیوہ کو چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور پسماندگان کا خود کفیل ہو اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

جنازہ اسی دن ان کے چھوٹے بھائی حفیظ اللہ خان حیدرانی اسلام آباد سے ربوہ لے آئے اسی دن بعد نماز مغرب ان کی نماز جنازہ بیت مبارک میں ادا کی گئی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین مکرم چوہدری حمید اللہ خان صاحب نے دعا کرائی۔

(ظفر اللہ ثانی تنکانی شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# نیک اور متقی لوگ معاہدات کی پابندی کرتے ہیں اور لوگوں کی سختی و ظلم کے مقابل پر صبر سے کام لیتے ہیں

## یہی لوگ خدا کے نزدیک سچے اور راستباز ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہو سکتے

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۸ "لیس البر ان تولوا وجوھکم ..... واولئک ھم المتقون" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"نیکی اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام جن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ معاہدات کی پابندی کرتے ہیں اور اگر لوگ ان پر سختی کریں یا ظلم سے کام لیں تو وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ گویا ایک طرف تو وہ (دینی) تمدن کو قائم کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور کبھی بدعہدی یا دھوکہ بازی سے کام نہیں لیتے اور دوسری طرف اگر مذہبی۔ قومی اور ملکی ضروریات کے لئے انہیں سختیاں بھی برداشت کرنی پڑیں تو وہ استقلال کے ساتھ ان کو برداشت کرتے ہیں اور استقامت کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں۔ اس جگہ عہد سے مراد صرف زبانی عہد ہی نہیں بلکہ تمدن سے تعلق رکھنے والے تمام اہم مسائل بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ تمدن دنیا میں ایک دوسرے کے حقوق کی اسی رنگ میں حفاظت ہوتی ہے کہ ہر شخص سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دائرہ سے تجاوز نہ کرے اور دوسروں کے حقوق کو سلب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو تمدن کو قائم کرنے والے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر اس کے خلاف عمل کریں تو فتنہ و فساد پیدا کرنے والے قرار پاتے ہیں (دین حق) چونکہ صلح و آشتی اور محبت کی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے کامل الایمان لوگوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ معاہدات کی سختی سے پابندی کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بتایا کہ والصّٰبرین فی البأساء والضرّاء وحین البأس وہ فقر و فاقہ اور تنگیوں میں بھی صبر سے کام لیتے ہیں اور جسمانی دکھوں اور مصائب میں بھی صبر سے کام لیتے ہیں.....

اولئک الذین صدقوا۔ فرماتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق و وفا کا نمونہ دکھایا۔ واولئک ھم المتقون۔ اور یہی لوگ مصائب اور دکھوں سے نجات پانے والے ہیں ان کی یہ خصوصیت اس لئے بیان کی کہ انسان کو سب سے زیادہ تکلیف اپنے حقوق کو پامال ہوتے دیکھ کر ہوتی ہے۔ دوسرے سے حسن سلوک کو تو وہ احسان سمجھتا ہے مگر جب کوئی شخص ایسے دکھ پہنچاتا ہے تو وہ اپنی ہتک محسوس کرتا ہے پس چونکہ یہ ان کی غیر معمولی قربانی تھی کہ انہوں نے خدا کے لئے دوسروں کے مظالم سہے اس لئے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو میں خصوصیت کے ساتھ پیش کرتا ہوں یہ سچے اور راستباز لوگ ہیں جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں یعنی انہوں نے اپنے ایمان کو عملی طور پر سچا کر کے دکھا دیا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو مصائب سے بچنے والے ہیں۔ کیونکہ مصائب اگر آسمانی ہوں تو ان کا علاج یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اس کی عبادت کریں اگر تمدنی مصائب ہوں تو ان کا علاج یہ ہوتا ہے کہ تمدنی قوانین کو مدنظر رکھیں اور یہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر بھی عمل کرنے والے ہیں اور تمدنی خرابیوں سے بھی بچنے والے ہیں۔ پس یہ لوگ دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہو سکتے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

## درخواست دعا

جماعت احمدیہ رحیم یار خان کے ایک مخلص احمدی مکرم خادم حسین صاحب بان فروش جو کافی عرصہ تک بطور سیکرٹری اصلاح و ارشاد آمد صدر موصیان بھی خدمت بجا لاتے رہے ہیں عید الفطر سے قبل سے بیمار چلے آ رہے ہیں مرض کی ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی جلد صحت یابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(سلیم احمد ایڈووکیٹ
امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع رحیم یار خان)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

## "ارشادات عالیہ" (صفحہ اول سے آگے)

جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ مخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد۔ کینہ۔ بغض۔ غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ اس لئے متقی بننے کی فکر کرو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۲-۲۸۳)

## ولادت:

میرے لڑکے وسیم احمد عمر ایڈووکیٹ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی بچی سے نوازا ہے الحمد للہ! بچی کا نام "خولہ عمر" تجویز ہوا ہے۔

یہ بچی قریشی امیر احمد برادر زادہ حضرت حکیم مولانا نور الدین نور اللہ مرقدہ کی پڑپوتی اور قریشی منیر احمد کی پوتی ہے اور چوہدری مشتاق احمد صاحب مرحوم کی نواسی ہے۔ بچی کی والدہ کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(منیر احمد قریشی۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

(بقیہ صفحہ ۴)

تعلیمی مدد بھی دیتے رہے۔ دیگر قریبی عزیز بھی ان کی ذات سے کما حقہ مستفید ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں مقام خاص عطا کرے۔ آمین۔

لطیف موٹرز
نئی و پرانی کاروں کی خرید و فروخت کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں
لطیف موٹرز ۲۴۔ میکلوڈ روڈ لاہور
فون ۵۵۹۴۴ دفتر - میاں عبد اللطیف
گھر:- ۳۳۰۰۹۳

کوٹھی کرایہ کیلئے خالی ہے
ایک کوٹھی نئی۔ دار العلوم غربی میں برلب پکی سڑک کرایہ پر دینی مقصود ہے۔ جس میں دو بیڈ روم۔ ڈرائنگ روم ڈائننگ روم۔ ایک لاؤنج۔ کچن سٹور۔ ٹیوب ویل۔ غسل بھی موجود ہے
رابطہ کے لئے:
افضل برادرز
گول بازار۔ ربوہ

fly the British way
We'll take more care of you.
INFORMATION OFFICE PHONE : 493
British airways
AL-MAHMUD
AQSA ROAD, RABWAH.